امیر خُسروؒ

۱۵۶ھ میں پٹیالی کے مقام پر پیدا ہوئے۔ آپ کے والد، سیف الدین محمود وسط ایشیا سے ہجرت کر کے آئے تھے۔ بچپن ہی میں باپ کے سایۂ شفقت سے محروم ہو گئے۔ پندرہ بیس برس کی عمر میں مروّجہ عُلُوم کی تحصیل مکمل کر لی۔ سلسلۂ عالیہ چشتیہ میں، سُلطانُ المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاءؒ سے بیعت کی۔ پیر اور مُرید میں بے پناہ ارادت و محبت تھی۔ سلاطینِ دہلی کے درباروں میں اہم عہدوں پر فائز رہے۔ ۷۲۵ھ میں وفات پائی اور پیرومُرشد کے قدموں میں دفن ہوئے۔

امیر خسروؒ، برصغیر کے نامور ادیب، بے مثال شاعر، صاحب کمال، ماہرِ موسیقی، صوفی با صفا اور زندہ دل انسان تھے۔ ایسے لوگ کہیں صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ شاعری کے پانچ دیوان، دس مثنویاں اور نثر کی تین کتابیں آپ کی یادگار ہیں۔

قصیدہ ہو یا مثنوی، غزل ہو یا رُباعی، وہ تمام اصناف میں درجۂ اوّل کے شاعر تھے۔ ان کے عارفانہ و حکیمانہ قصیدے بہت اہم ہیں۔ مثنوی میں وہ نظامی گنجویؒ کے سب سے بڑے شاعر ہیں۔ خمسۂ نظامی کا جواب، اُن سے بہتر آج تک اور کسی نے نہیں لکھا۔ اُن سے منسوب کئی پہیلیاں اور گہہ مُکرنیاں آج بھی اُن کی یاد کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔

انہیں اپنی سرزمین سے عشق تھا۔ وہ تمام آداب و رسُوم اور مذہبی و علاقائی تہواروں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ اُن کے گیت اتنی صدیاں گزر جانے کے باوجود، آج بھی اُسی طرح تروتازہ ہیں۔ نازک خیالی، جدّتِ فِکر اور رفعتِ تخیل ان کے فارسی کلام کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ اہم ترین بات یہ ہے کہ وہ مشکل گوئی کی طرف کبھی مائل نہیں ہوئے۔

امیر خسروؒ کی غزلیں درد و سوز، ولولہ و سرمستی اور موسیقیّت سے لبریز ہیں، اور برصغیر کی محافل سماع میں آج تک سب سے زیادہ مقبول ہیں۔

غزل

غزل کا لفظی مطلب عورتوں کی باتیں یا عورتوں سے عشق و محبت کی باتیں کرنا ہے۔ شکاری کُتوں کے نرغے میں گھرے ہوئے ہرن کی دردناک آواز کو بھی غزل کہا جاتا ہے۔ چونکہ یہ شاعری بھی دردمند عاشق کی فریاد ہوتی ہے، اِس لیے اِسے بھی غزل کا نام دیا گیا۔ شروع میں غزل قصیدے کا حصہ ہوتی تھی اور قصیدے کی تشبیب میں ایسے موضوعات بیان کیے جاتے تھے بعد میں

غزل نے قصیدے سے الگ ہوکر ایک جُدا گانہ صنفِ سُخن کی حیثیت اختیار کرلی۔غزل کی زبان بہت ملائم، نازک اور اثر انگیز ہوتی ہے۔

غزل کے اشعار کم از کم پانچ ضرور ہونے چاہیں۔ پندرہ یا سترہ اشعار سے زیادہ شعروں کی غزل پسند نہیں کی جاتی۔اشعار کی تعداد عام طور پر طاق ہوتی ہے۔غزل کا پہلا شعر مطلع اور آخری شعر مقطع کہلاتا ہے۔مقطع میں شاعر اپنا تخلص استعمال کرتا ہے۔

غزل میں پہلے شعر کے دونوں مصرے اور پھر ہر شعر کا دوسرا مصرع آپس میں ہم قافیہ وردیف ہوتے ہیں۔

فارسی غزل میں شہید بلخی، رابعہ خُضداری، سنائی، انوری، عطار، خاقانی ، رومی ، سعدی ، عراقی ، خواجو ، حافظ ، امیر خسرو ، حسن دہلوی ، جامی ، عرفی ، نظیری ، طالب ، کلیم ، صائب ، بیدل ، غالب ، اقبال اور سیمین جیسے شعراء نے شہرت پائی۔

امیر خسروؒ کی دو غزلیں شامل نصاب کی جارہی ہیں۔

غزلهایِ خُسروؒ

(۱)

اَبـر مـی بـارَد و مـن مـی شَوَم از یـار جُدا
چُـون کُـنَـم دل به چنین روز ، ز دلدار جُدا

اَبـر و بـاران و من و یـار ستـادِه بـه وداع
مـن جُـدا گـریـه کُـنـان ، اَبر جُدا ، یار جُدا

سبزِه نوخیز و هوا خرّم و بُستان سرسبز
بـلـبـلِ رُوی سِیَـه ، مـانـده زِ گـلـزار جُـدا

نـعـمتِ دیده نخواهم که بمانَد پس از این
مـاندِه ، چُون دیده ، ازان نعمتِ دیدار جُدا

حُسنِ تو دیر نپاید ، چو ز خسرو رفتی
گل بسی دیر نمانَد ، چو شُد از خار جُدا

(۲)

خَبَرَم رسید اِمشب که نگار خواهی آمد
سَرِ مَن فدایِ راهی که سوار خواهی آمد

هَمهِ آهُوانِ صحرا سرِ خود نهادِه برکف
بِه اُمید آن که رُوزی به شکار خواهی آمد

کششی که عشق دارَد ، نگُذارَدت بدین سان
به جنازِه گر نَیایی ، بِه مَزار خواهی آمد

بِه لبم رسیده جانم ، تو بیا که زنده مانَم
پس ازان که من نَمانَم ، بِه چه کار خواهی آمد

بِه یک آمَدَن ربودی دل و دین و جانِ خسرو
چِه شود اگر بدین سان دو سه بار خواهی آمد

فرهنگ

چُون کُنَم : کیسے کروں !
نوخیز : تازہ اُگا ہوا
خُرَّم : تروتازہ ، خوشگوار
نِگار : محبوب

به وداع : رخصت ہونے کے لیے
هَوا : ہوا ، موسم
دِیدِه : آنکھ
کَف : ہتھیلی

بدین سان : اِس طرح سے، یوں　　　جان به لب رسیدن : مرنے کے قریب ہونا

ربودن : چھین لے جانا، لُوٹ لینا　　　نَگُذارَدَت : (نہ+ گذارَد+ ت) تجھے نہیں چھوڑے گی

می بارد : (باریدن : برسنا) فعلِ حال ، برستا ہے، برس رہا ہے۔

سِتادِہ : (ایستادن : کھڑا ہونا) ایستادہ ، کھڑے ہیں۔

دِیری نپاید : (پائیدن : باقی رہنا) زیادہ دیر نہیں رہے گا۔

تمرین

۱-

۱- صنفِ غزل کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں ؟

۲- شاعر نے پہلی غزل میں کیا کیفیت بیان کی ہے ؟

۳- '' بُلبُلِ رُوی سِیَہ '' اور '' گلزار '' سے کیا مراد ہے ؟

٤- دُوسری غزل کے مطلع کا مرکزی خیال کیا ہے ؟

٥- آپ کو ان غزلوں میں سے کون سا شعر زیادہ پسند آیا ہے ؟ اور کیوں ؟

۲-

۱- مندرجہ ذیل افعال کون سے ہیں ؟ مصادر اور معانی بھی لکھیے :

می بارد ، نخواهم ، خواهی آمد ، بیا ، ربودی

۲- جمع بنائیے :

اَبر ، سبزہ ، نعمت ، نگار ، جان

۳- امیر خُسروؒ کی ادبی اور ثقافتی خدمات پر جامع نوٹ لکھیے۔

ضیاءُ الدین نَخشبی

شیخ ضیاءالدین نخشبی ساتویں صدی ہجری کے اواخر میں سمرقند کے نواحی علاقے نخشب/نسف میں پیدا ہوئے۔علوم وفنون کی تحصیل کے بعد عالمِ جوانی میں ہندوستان آ گئے اور بدایوں مقیم ہوئے۔آپ نے پوری عمر گوشہ نشینی اور تصنیف وتالیف میں گذار دی۔آپ حضرت شیخ فریدالدین ناگوری چشتیؒ کے مُرید تھے۔اپنے معاصر شیخِ طریقت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ سے بھی دلی عقیدت رکھتے تھے۔ ۷۵۱ ھ میں بدایوں میں ان کا انتقال ہوا۔

آپ کی تصانیف میں سے ''طوطی نامہ'' سنسکرت کی ایک کتاب کا سادہ وسلیس فارسی ترجمہ ہے اور سِلکُ السُّلُوک اُن کی دلکش عارفانہ نثر کا شاہکار ہے۔اس کا بنیادی موضوع تصوّف واخلاق ہے۔گلستانِ سعدی کی طرح انہوں نے بھی نثر میں جابجا اپنے شعروں کا برمحل استعمال کیا ہے،اِن سے نخشبی کی شاعرانہ صلاحیتوں کا اندازہ ہوتا ہے۔سِلکُ السلُوک،برِصغیر میں لِکھی جانے والی فارسی نثر کا عُمدہ نمونہ ہے۔

مُرواریدهایی از سِلکُ السُلُوك

- پیش از این مردمان بوده اند که از ذوق و شوق و طاعت و عبادت همه چیز داشتند و خود را چنان می نمودند که گویی هیچ ندارند. و در این ایام مردمان اند که از اینها هیچ ندارند و خود را چنان می نمایند که گویی همه چیز دارند.

- عزیزِ من ، امروز ، رُوزِ کار است. اما کدام کار ؟ کاری که تو را فردا کار آید. مسکین آدمی را عُمر اندك داده اند و حرص بسیار . آن اندك هر لحظه اندك تر می شود ، و آن بسیار هر لمحه بسیار تر می گردد. آدمی کارِ قیامت کَی کند ؟

- وقتی ، یکی از بزرگان درویشان ، پای دراز کرده بود و ژندهٔ خود را بالایِ آن افگنده، پیوند می کرد. هم در آن حالت ، یکی از خُلَفایِ آن دیار به دیدنِ او آمد او هیچ از سرِ حالِ خود نگشت و پای گِرد نیاورد. حاجبی که برابرِ خلیفه بود ، آغاز کرد :

" شیخ ! پای گِرد آر " ! شیخ هیچ نگفت و التفات نکرد. بارِ دوم گفت : " شیخ پای گِرد آر " ! گفت : " دیر باز است ، ما دست گِره آوَرده ایم ، اگر پای گِرد نیاریم ، روا باشد. "

- در عالم ، هیچ کاری از آن شَنیع تر نیست که کسی ، باطنِ کسی تفرقه کند. ای برادر ! اگر می خواهی تو را همواره جمع باشد ، باطِن کسی تفرقه مکن.

- خاكِ حبشه را فرو بیختند ، ذرّه ای درد برآمد. خاكِ روم را فرو بیختند ، ذرّه ای عشق برآمد. خاكِ فارس را فرو بیختند ، ذرّه ای سُوز برآمد. از آن ذرّه درد ، بلالؓ را آفریدند و از آن ذرّه عشق ، صهیبؓ را ، و از آن ذرّهٔ سُوز ، سلمانؓ را.

(ضیاءُ نَخشبی)

فرهنگ

مُروارید : موتی
ژندِه : پھٹا پرانا لباس
پای گِرد نیاورد : اُس نے پاؤں نہ سمیٹے۔
دیر بازاست : کافی عرصہ ہوگیا ہے۔
شنیع : بُرا ، ناپسندیدہ
تفرقه کردن : پریشان / منتشر کرنا
فرو بیختند : چھانا گیا، انہوں نے چھانا

تمرین

۱ -

۱ - ماضی اور حال کے لوگوں میں کیا فرق ہے ؟
۲ - درویش نے خلیفہ کی موجودگی میں پاؤں کیوں نہ سمیٹے ؟

۳- ناپسندیدہ ترین کام کون سا ہے ؟

٤- آخری پیراگراف میں کون کون سے صحابہؓ کا ذکر کیا گیا ہے ؟

٥- مصنّف کے خیال میں کون سا کام زیادہ اہم ہے ؟

۲-

۱- مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی لکھیے اور انہیں جُملوں میں استعمال کیجیے :

گویی ، کدام ، گی ، همواره ، گسی

۲- مندرجہ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیے :

اندک ، آمد ، باطن ، آغاز ، شنیع تر

۳- سبق میں سے تمام افعالِ ماضی الگ نوٹ کیجیے۔

خواجه حافظ شیرازیؒ

محمد نام ، شمس الدین لقب اور حافظ تخلّص تھا۔ان کے والد اصفہان سے ہجرت کر کے شیراز میں آ بسے تھے۔حافظ، شیراز میں ۷۲٦ھ کے لگ بھگ پیدا ہوئے۔

بچپن میں یتیمی کا داغ سہنا پڑا۔محنت مزدوری کے ساتھ ساتھ علم بھی حاصل کرتے رہے۔حافظ اور قاری قرآن تھے۔اپنے عہد کے نامور عالم اور عارفِ کامل تھے۔مظفری سلسلے کے بادشاہ ان کی تعظیم وتکریم کرتے رہے۔زندگی بھر شیراز سے نہیں نکل سکے۔ ۷۹۱ھ میں شیراز میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔

حافظ ایران کے مقبول ترین شاعر ہیں۔انہیں ''لسانُ الغیب'' کہا جاتا ہے اور ان کے دیوان سے فال بھی نکالی جاتی ہے۔ان کی وجہِ شہرت اُن کی زندۂ جاوید غزلیں ہیں، جن کی بنا پر انہیں امامِ غزل کہا جاتا ہے۔حافظ کی غزل میں انسانی

زندگی کی تمام مسرّتیں اور دُکھ پُوری آب وتاب کے ساتھ موجود ہیں۔ان کا کلام روحِ انسانی کا ترجمان ہے۔وہ درویش منش، آزاد اور بے باک شخص تھے۔مکر و ریا ، جُھوٹ اور فریب سے انہیں نفرت تھی۔ان کی غزلوں میں ریاکاروں پر شدید تنقید ملتی ہے۔وہ صُلحِ کل اور وسیع الظرفی کے داعی ہیں۔ان کا کلام فکری اعتبار سے بھی نہایت پختہ ہے اور فنی لحاظ سے بھی بے مثال ہے۔

انہوں نے صوفیانہ مضامین کے بیان کے لیے مخصوص اصطلاحات کو فروغ دیا۔اُن کی رائج کردہ اصطلاحات آج تک فارسی غزل کا سرمایۂ جمال ہیں۔انہوں نے ہمیشہ شعری لطافت و نزاکت کو ملحوظِ خاطر رکھا ہے۔

غزلیات حافظ

(۱)

یُوسُفِ گم گشتِه ، باز آید به کنعان ، غم مخور
کُلبۀ اَحزان شود ، روزی ، گُلستان ، غم مخور

دورِ گردون ، گردو روزی بر مُرادِ ما نَرَفت
دائما یکسان نباشد حالِ دوران ، غم مخور

در بیابان ، گر به شوقِ کعبه خواهی زد قَدم
سرزنشها گر کُنَد خارِ مغیلان ، غم مخور

گرچه منزل بس خطرناك است و مقصد بس بعید
هیچ راهی نیست کان را نیست پایان ، غم مخور

حافظا ، در کُنجِ فقر و خلوتِ شبهای تار
تا بُوَد وِردت دُعا و درسِ قرآن ، غم مخور

(۲)

دِل مـــی رَوَد زِ دَستَـــم ، صــاحبـدلان ، خـدا را
دردا کـــه رازِ پـنهـــان خــواهـد شـد آشکــارا
دو زُوزِه مِـهـرِ گـردون ، افسـانـه است و اَفسُـون
نِیـکـی بِـه جـایِ یـاران فُـرصـت شـمـار یارا
آسـایــشِ دوگیتـی تـفسیرِ این دو حـرف اسـت
بــا دُوستـــان مُــروّت ، بــا دُشـمـنــان مُدارا
خُـوبـانِ پـارسـی گـو ، بـخشـنـدگـانِ عُـمـر انـد
ســاقــی ، بِـدِه بشـــارت پیـران پـــارســا را
حـافظ به خود نپُوشید این خرقهٔ مَی آلود
اَی شیـخِ پـــاکـدامـن ! مـعـذور دار مـــا را

(دیوان حافظ)

فرهنگ

باز آمَدَن : لوٹنا، واپس آنا
اَحزان : حُزن کی جمع، درد و غم
دائماً : ہمیشہ
بس : بسیار ، بہت
کان : '' کہ آن '' کا مُخفّف
حافظا : (حافظ+ا) اے حافظ
کُلبه : جھونپڑی
مُراد : خواہش ، آرزو
قَدَم زدن : چلنا
بعید : دُور
پایان : انجام ، اختتام
فقر : درویشی

خَلوَت : تنہائی | تار : تاریک
صاحبدل : اہل دل، دوست، محرمِ راز | دردا : کلمۂ افسوس، ہائے افسوس
آشکارا : ظاہر | مِہر : محبت
افسون : جادو ، فریب | فُرصت : موقع ، مہلت
گیتی : دُنیا ، جہان | مُدارا : نرمی ، مہربانی
خُوبان : خوب کی جمع، اچھے اور خوبصورت لوگ | پارسی گو : فارسی بولنے والے

کنعان : حضرت یوسفؑ کا وطن ، قدیم مصر کا ایک شہر
مغیلان : ببول کی طرح کا سخت کانٹے دار درخت ، عربی میں اسے اُمِ غیلان کہا جاتا ہے۔
مَقصَد : جائے قصد ، فارسی میں منزل کے معنوں میں آتا ہے اور اردو میں مقصود کے معنوں میں۔
آسایش : آسودگی ، آرام وسکون ، آسودن سے حاصل مصدر

تمرین

۱ –

۱ – پہلی غزل کے مطلع میں کیا تلمیح ہے ؟
۲ – پہلی غزل کا مزاج مایُوس کُن ہے یا اُمید افزاء ہے ؟
۳ – حافظ نے دُعا اور درسِ قرآن کا ذِکر کس حوالے سے کیا ہے ؟
٤ – شاعر کے خیال میں دونوں جہانوں کی آسُودگی، کن دو باتوں میں ہے ؟
٥ – دُوسری غزل کے مقطع کی وضاحت کیجیے۔

۲-

۱- ''مخور'' فعل نہی ہے۔ گفتن ، نوشتن ، پُرسیدن ، خندیدن ، اور رفتن سے فعل نہی بنائیے۔

۲- ''بِدہ'' فعل امر ہے۔ سوال نمبر ۱ میں دیئے گئے مصادر سے فعلِ امر بنائیے۔

۳- فارسی غزل میں حافظ شیرازیؒ کا مقام کیا ہے ؟ تفصیل سے لکھیے۔

مولانا جامیؒ

نورالدین عبدالرحمٰن جامی ۸۱۷ھ میں ایران کے شہر، جام کے نواحی گاؤں خرجرد میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والدِ گرامی سے حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے ہرات کے مدرسۂ نظامیہ میں داخلہ لیا اور اُس زمانے کے بڑے بڑے علماء سے کسبِ فیض کیا۔ آپ نے سمرقند کے علماء سے بھی استفادہ کیا۔ نقشبندی سلسلے کے معروف بزرگ خواجہ عبداللہ احرارؒ کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ تیموری حکمران آپ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ ۸۹۸ھ میں ہرات (افغانستان) میں وفات پائی۔

مولانا جامی کثیر التصانیف بزرگ تھے۔ فارسی اور عربی میں آپ کی تصانیف کی تعداد ۷۷ کے قریب ہے۔ دینی و صُوفیانہ موضوعات کے علاوہ آپ نے شاعری اور انشاپردازی میں بھی بے مثال شاہکار یادگار چھوڑی ہیں۔ جامیؒ کی مثنویاں، ایران میں ، نظامی گنجوی کی مثنویوں کے بعد سب سے زیادہ مقبول ہیں۔

سعدی شیرازیؒ کی گُلستان کی تقلید میں انہوں نے بہارستان کے نام سے ایک خوبصورت کتاب لکھی۔ یہ کتاب اپنے سادہ متوازن اسلوبِ نگارش کے اعتبار سے بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ اس میں آٹھ ابواب ہیں۔ چھوٹی چھوٹی دلچسپ حکایات بیان کی گئی ہیں۔ ضمناً شعر بھی دیے گئے ہیں۔ صوفیاء اور شعراء کے بارے میں بھی عُمدہ معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

گزیده ای از بهارستان

نابینایی، در شب تاریک، چراغی در دست و سبویی بر دوش، در راهی می رفت. فضولی به وی رسید وگفت: " ای نادان! روز و شب پیشِ تو یکسان است و روشنی و تاریکی در چشم تو برابر، این چراغ را فایده چیست؟" نابینا بخندید و گفت: " این چراغ نه از بهرِ خود است، از برایِ چُون تو کُور دلانِ بی خیرد است تا با من پهلو نزنند و سبویِ مرا نشکنند".

آعرابی ای شتری گم کرده سوگند خورد که چُون بیابد به یک درم بفروشد. چون شتر را یافت، از سوگندِ خود پشیمان شد. گربه ای در گردنِ شتر آویخت و بانگ می زد که: "کِه می خَرَد شتری به یک دِرَم و گربه ای به صد دِرَم؟ امّا بی یکدیگر نمی فروشم".

طبیبی را دیدند که هرگاه به گورستان رسیدی، ردا در سرکشیدی. از سبب آنَش سؤال کردند. گفت: " از مُردگانِ این گورستان شرم می دارم. بر هر که می گذرم ضربتِ من خورده است و در هر که می نِگَرَم از شربتِ من مُرده".

رُوباه را گفتند: " هیچ توانی که صد دینار بستانی و پیغامی به سگانِ دِه رسانی؟" گفت: واللّه مُزدی فراوان است، امّا در این معامله خطرِ جان است".

رُوباه بچّه ای با مادرِ خود گفت: "مرا حیله ای بیاموز که چُون به کشا کِش سگ درمانَم ،خود را از او برهانم." گفت: "حیله فراوان است' امّا بهترین همه آن است که در خانهٔ خود بنشینی ، نه اُو تُرا بیند و نه تو اُو را بینی".

(مولانا جامیؒ)

فرهنگ

گزیده : گزیدن مصدر، منتخب، انتخاب

فضولی : کوئی فضول/بیہودہ شخص

گُور دل : دل کا اندھا

سوگند : قسم

ردا : چادر

درسر کشیدی : سر/مُنہ ڈھانپ لینا

ضَربت : ضرب

هیچ توانی : کیا تیرے لیے ممکن ہے ؟

مُزدی : مزدُوری ، اُجرت

درمانم : (درماندن: عاجز آنا) میں بے بس ہو جاؤں۔

تمرین

۱-

۱ - نابینا آدمی نے نادان شخص سے کیا کہا ؟

۲ - اعرابی نے کیا قسم کھائی تھی ؟

۳ - طبیب ، قبرستان کے پاس سے گذرتے ہوئے کیوں مُنہ ڈھانپ لیتا تھا ؟

٤ - چوتھی حکایت کا مرکزی خیال بیان کیجیے۔

٥ - لومڑی نے اپنے بچے کو کیا نصیحت کی ؟

۲-

۱- فارسی میں ترجمہ کیجیے :

مولانا جامیؒ ایران کے نامور شاعر، ادیب ، عالم اور صُوفی تھے۔ ان کی تصانیف کی تعداد ۷۷ کے قریب ہے۔ وہ بڑے زندہ دل آدمی تھے۔ ان کی مثنویاں ، نظامی گنجوی کی مثنویوں کے بعد ، سب سے زیادہ مقبول ہیں۔ انہوں نے گلستانِ سعدی کی تقلید میں ایک دلچسپ کتاب لکھی ، جس کا نام بہارستان ہے۔ یہ کتاب فارسی نثر کی تاریخ میں بہت اہم ہے۔ اس کا اُسلُوبِ نگارش سادہ ، متوازن اور شگفتہ ہے۔ مولانا جامیؒ نے ۸۹۸ ھ میں ، ہرات میں وفات پائی۔

نورالدین محمد جہانگیر

برصغیر پاک و ہند کا عظیم تیموری بادشاہ نورالدین محمد جہانگیر، جلال الدین محمد اکبر کا بڑا بیٹا تھا۔ وہ ۱۵۶۹ء میں پیدا ہوا۔ باپ کی وفات کے بعد ۱۶۰۵ء میں اس کی تخت نشینی عمل میں آئی۔ اُس نے ۱۶۲۷ء تک نہایت عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کی۔ وہ فارسی اور ترکی زبانوں کا ماہر تھا۔ شعر گوئی اور شعر فہمی میں اعلیٰ ذوق کا مالک تھا۔ شعر و سخن کے بارے میں اس کا تنقیدی شعور بہت بلند تھا۔ اُسے خُوش نویسی اور مصوّری سے بھی گہری دلچسپی تھی۔ وہ علم و ادب اور فنونِ لطیفہ کی سرپرستی کے حوالے سے بہت مشہور تھا۔

جہانگیر نے اپنے جدِّ اعلیٰ امیر تیمور اور پردادا ظہیرالدین محمد بابر کی طرح اپنی زندگی اور معاملات سلطنت کے بارے میں ، فارسی میں یادداشتیں لکھی ہیں جو "توزکِ جہانگیری" کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ کتاب دلکش فارسی نثر کا عمدہ نمونہ ہے۔ برصغیر کی سیاسی، سماجی اور ثقافتی تاریخ کے حوالے سے بھی اِسے بہت اہمیت حاصل ہے۔ اِس کا شمار فارسی کی چند بہترین خودنوشت سوانح عمریوں میں ہوتا ہے۔

توزکِ جہانگیری کا اُسلُوبِ بیان سادہ ، رواں ، واضح اور دلچسپ ہے۔ جذبات واحساسات کے بیان میں اُس کا خُلُوص اُسے ایک کامیاب ادیب بنانے کے لیے کافی ہے۔ وہ محض ایک نثر نگار ہی نہیں بلکہ ایک دیانت دار مؤرخ، مدبّر حکمران، تجربہ کار سپہ سالار ، باخبر منتظم اور اہلِ دل دانشور کے طور پر بھی سامنے آتا ہے۔

گزیده ای از توزکِ جهانگیری

پدَرَم را ، تا بیست و هشت سالگی فرزند نمی زیست. و همیشه جهت بقایِ فرزند به درویشان و گوشه نشینان التجا می بُردند.

چون خواجهٔ بزرگوار خواجه معین الدین چشتیؒ سرچشمهٔ اکثرِ اولیای هند بودند ، به خاطر گذرانیدند که به جهتِ حُصُولِ این مطلب ، رُجوع به آستانهٔ متبرکهٔ ایشان نمایند. با خود قراردادند که اگر اللّٰه تعالیٰ پسری کرامت فرماید ، از آگره تا به درگاه ایشان پیادِه ، از رُویِ نیازِ تمام ، مُتَوجّه گردم.

و در آن ایّام که والدِ بزرگوارم جُویای فرزند بُودند ، شیخ سلیم نام درویشی صاحبِ حالت ، در کُوهی مُتّصل به موضع سیکری به سر می بُرد. مردم آن نواحی به شیخ اعتقادِ تمام داشتند. چون پدرم به درویشان نیازمند بودند ، صحبتِ ایشان را نیز دریافتند. روزی از ایشان پُرسیدند که : "مَرا چند پسر خواهد شد ؟"

فرمودند : "بخشندهٔ بی منّت سه پسر به شما ارزانی خواهد داشت !"

پدرم می فرمایند : "نَذر نمودم که فرزندِ اوّل را به دامنِ تربیت و توجهِ شما انداخته ، شفقت و مهربانی شما را حامی و حافظِ او سازم."

شیخ این معنی را قبول می فرمایند و به زبان می گذرانند : "مبارك باشد ! ما هم ایشان را همنامِ خود ساختیم !"

والدۀ مَرا به خانۀ شیخ فرستادند تا ولادتِ من در آنجا واقع گردد. بعد از تولد ، مَرا سلطان سلیم نام نهادند. امّا من از زبان مبارك پدرِ خود هرگز نشنیدم که مَرا سُلطان سلیم یا محمد سلیم مخاطب ساخته باشند ، همه وقت " شیخو بابا " گفته ، سخن می کردند.

اوصافِ جمیلۀ والدِ بزرگوارم از حدِّ توصیف و اندازۀ تعریف افزون است. باوجود سلطنت ، خود را کمترین مخلوق از مخلوقات می دانستند. از یادِ حق لحظه ای غافل نبودند. صُلحِ کُل شیوۀ مقررِ ایشان بود. بانیکان و خوبانِ هرطایفه و هر دین و آئین صحبت می داشتند ، و به هر کدام التفات ها می فرمودند. شبهای ایشان به بیداری می گذشت. در رُوزها بسیار کم خواب بودند.

بعد از جلوس ، اولین حُکمی که از من صادر گشت ، بستنِ زنجیرِ عدل بود که اگر مُتَصَدّیان دارُالعدالت در داد خواهی مظلومان اِهمال ورزند ، آن مظلومان خود را بدین زنجیر رسانیده ، سلسله جُنبان گردند ، تا صدایِ آن باعثِ آگاهی من گردد.

(نورالدین محمد جهانگیر)

فرهنگ

به خاطر گذراندن : دل میں سوچنا، خیال آنا

متبرکه : بابرکت

قراردادن : عہد کرنا

کرامت فرمودن : عطا فرمانا

نیاز : عقیدت و احترام

صاحبِ حالت : صاحبِ حال، خدارسیده

منت : احسان

نذر نمودن : منت ماننا

شیوه : طریقه، عادت، معمول

مقرر : طے شده ، ضروری

جُلُوس : تخت نشینی مُتصدّی : اہل کار ، ملازم

اِہمال : سُستی، بے پروائی ورزیدن : اختیار کرنا ، اپنانا

جُویا : (جُستن مصدر سے فعل امر : جُوی+ا) مُتلاشی

تمرین

۱-

۱- سوانح عمری اور خودنوشت سوانح عمری میں کیا فرق ہے ؟

۲- شہنشاہ اکبر نے کیا نذر مانی تھی ؟

۳- جہانگیر کا نام کس بزرگ کے نام پر رکھا گیا اور کیوں ؟

٤- جہانگیر نے اپنے باپ کی کیا صفات گنوائی ہیں ؟

٥- تخت نشینی کے بعد جہانگیر نے پہلا حکم کیا دیا تھا ؟

۲-

۱- مندرجہ ذیل الفاظ کو جُملوں میں استعمال کیجیے :

پیادِہ ، تولد ، نواحی ، بیداری ، آ گاہی

۲- مندرجہ الفاظ سے جمع بنائیے :

فرزند ، مطلب ، سخن ، طایفہ ، صدا

۳- جُویا (جوی+ا) اور جنبان (جنب+ان) جیسے پانچ پانچ الفاظ لکھیے۔

حضرت سَچّل سرمستؒ

شیخ سَچّل سرمستؒ از عارفان و شاعران بُزُرگِ پاکستان محسوب می شود. زادگاه وی روستایی است به نام " درازا " که در نواحی رانی پور در اُستان سند واقع است. نیاکانِ وی ، همه اهلِ علم و عرفان و شعر بودند. وی در مُحیطِ با صفایِ علمی و عرفانی پرورش یافت. پدر بُزُرگش میاں محمد حافظ نام داشت و از دوستانِ بسیار عزیزِ حضرت شاه عبداللطیف بتائی بود که بزرگترین شاعرِ عرفانیِ سِند بود. سَچّل میاں محمد حافظ را خیلی دوست می داشت. روزی برای دیدار با دُوستش آمده بود ، وقتی که داشت مُرَخَّص می شد ، برای همهٔ کودکانِ خانواده دست به دُعا شد و بعد اشاره ای کرد به یک کُودکِ راستگو و گفت : " ما ، در این کودك ، آثارِ بُزُرگی را می بینیم ".

این کودکِ راستگو عبدالوهاب بود که بعدها به لقب " سَچّل سرمست " معروف شد. سَچّل ، در زبانِ سِندی مُعَادِل است با کلمهٔ فارسی راستگو.

پدرِ عبدالوهاب ، میاں صلاح الدین در بچّگی فرزندش فوت کرد. عمِ عبدالوهاب که خواجه عبدالحق نام داشت ، سرپرستی وی را به عهده گرفت. عبدالوهابؒ دروغگویی را دُوست نداشت. در کودکی هم هیچوقت دروغ نمی گفت. همه او را سَچّل می گفتند. سَچّل ، قرآن را حفظ کرد. فارسی و عربی و علومِ اسلامی را نزدِ خواجه عبدالحقؒ آموخت. مُرید و خلیفهٔ خواجه عبدالحقؒ نیز شد. خواجه عبدالحق دختر خود را به عقدِ سَچّل آورَد.

سَچّل سرمستؒ عارفی تنهائی گرا بود. به دشتها و جنگلها می رفت و ساعتها از منظره های زیبایِ طبیعی لذّت می بُرد. زندگی وی خیلی ساده و به دُور از هرگونه تجمُّل و تظاهُر بود. به فارسی ، اردو ، پنجابی ، سندی و سرائیکی شعر می سرود. به

همین علّت او را " شاعر هفت زبان " نیز می گویند. شعرِ وی از اخلاص و راستی و سادگی و دوستی سرشار است. لحنِ زیبایی هم داشت و اَغلَب شعرش را برایِ مردمِ عامّه خواند. مردم این نغمه های دِلکش آسمانی را می شنیدند و شیفتۀ وی می شدند.

زمانِ وی ، دورۀ انحطاطِ مسلمانان شبه قارۀ پاکستان و هند بود. انگلیسها کم کم داشتند در اینجا ریشهِ می گرفتند. اوضاع نا مُسَاعِد بود. منطقۀ سِند هم از این نا امنی ایمن نبود. سَچَّل بود که در این تاریکیها مثلِ چراغی می درخشید و مردم را به صلح و آشتی و راستی دعوت می کرد. شعرِ وی پیامِ وحدت و دوستی است. وی انسان دوستِ بزرگ بود. می گفت انسانها باید برادرِ هم باشند ، به دیگران کمک کنند و باطنِ خود را بیارایند.

سرانجام ، این شاعرِ عارف در سال ۱۸۲۶ میلادی وفات یافت. مرقدِ وی در زادگاه وی است. مردمِ پاکستان وی را خیلی دوست دارند.

(دکتر معین نظامی)

فرهنگ

محسوب شدن : شمار ہونا

رُوستا : گاؤں

محیط : ماحول

مُرخص شدن : رخصت ہونا

گرائیدن : مائل ہونا، جھکاؤ رکھنا، گراید مضارع

زادگاه : (زاد+گاه) مقامِ ولادت

نیاکان : اَجداد

باصفا : پاکیزه

معادل : برابر ، مترادف ، ہم معنی

تنهائی گرا : تنہائی پسند

لذت بُردن : لطف اندوز ہونا
تَظَاهُر : تکلف ، ریاکاری
لحنِ زیبا : اچھی/سریلی آواز
اِنحطاط : زوال
رِیشه گرفتن : جڑ پکڑنا ، قدم جمانا
نامساعد : ناسازگار

تجمل : شان و شوکت
به همین علت : اسی وجہ سے
شیفته : شیدائی، پرستار، عاشق
رِیشه : جڑ ، بنیاد
اوضاع : وضع : حالت کی جمع، حالات
ایمن : محفوظ

تمرین

۱-

۱- حضرت سچل سرمستؒ کہاں پیدا ہوئے ؟
۲- سچّل کا کیا مطلب ہے ؟ انہیں یہ لقب کیوں دیا گیا ؟
۳- انہیں '' شاعرِ ہفت زبان '' کیوں کہا جاتا ہے ؟
٤- ان کی شاعری کے اہم موضوعات کیا ہیں ؟
٥- وہ لوگوں میں کیوں مقبول تھے ؟

۲-

۱- مندرجہ ذیل مُرکب کیا ہیں ؟
محیطِ باصفا ، کودکِ راستگو ، زندگیِ وی ، مرقدِ وی ، مردمِ پاکستان
۲- نیچے دیے گئے افعال کی شناخت کیجیے :
می شد ، می بینیم ، می خواند ، آمده بود ، آموخت

۳- فارسی میں ترجمہ کیجیے :

ہمارے پیارے وطن پاکستان کے چار صوبے ہیں۔ان میں سے ایک صوبے کا نام ''سندھ'' ہے۔صوبۂ سندھ کا مرکزی شہر کراچی ہے۔کراچی پاکستان کا سب سے بڑا شہر ہے اور بہت بڑا صنعتی اور تجارتی مرکز ہے۔ یہ ساحلِ سمندر پر واقع ہے۔کراچی کے بین الاقوامی ہوائی اڈے کی عمارت بہت خوبصورت ہے۔اس شہر میں کئی کارخانے،ہسپتال اور یونیورسٹیاں ہیں۔یہ شہر پاکستان کا پہلا دارالحکومت بھی رہا ہے۔

مَلِکُ الشُعَراء بہار

مرزا محمد تقی بہار ۱۳۰٤ھ / ۱۸۸٦ء میں، مشہد مقدس میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد محمد بن کاظم صُبُوری بھی نامور شاعر تھے۔بہار فطری شاعر تھے۔اپنی قادرالکلامی کی وجہ سے جوانی ہی میں مَلِکُ الشُعرَاء کا خطاب حاصل کیا۔

مَلِکُ الشُعرَاء بہار بہت ذہین اور باصلاحیت انسان تھے۔انہوں نے محبِّ وطن شاعر کی حیثیت سے شہرت پائی۔ایران میں تحریک جمہوریت چلی تو وہ بھی درباری زندگی چھوڑ چھاڑ کر سیاسی کارکنوں سے آ ملے اور اپنی شاعری بھی اسی نصبُ العین کے لیے وقف کر دی۔اس سلسلے میں انہیں قید و بند کی صعوبتیں بھی جھیلنی پڑیں۔وہ کئی بار اسمبلی کے رُکن بھی منتخب ہوئے اور ملک و قوم کی اصلاح و ترقی کے لیے سرگرمِ عمل رہے۔تہران یونیورسٹی میں پروفیسر کے طور پر بھی خدمات انجام دیں۔۱۹۵۱ء میں اُن کا انتقال ہوا۔

بہار،فکری و فنی اعتبار سے اپنے عہد کی توانا آواز تھے۔انہوں نے تمام اصنافِ سخن پر طبع آزمائی کی اور ہر صنف میں اعلیٰ درجے کی تخلیقات یادگار چھوڑیں۔وہ قدیم فارسی شاعری کی درخشاں روایت سے پوری طرح آگاہ تھے اور انہوں نے روایت سے اپنا سلسلہ مضبوطی سے برقرار رکھا۔ان کی شاعری میں جدید ترین موضوعات بھی ملتے ہیں۔سیاستدان،شاعر،صحافی اور ادیب

ہونے کے ساتھ ساتھ وہ شعلہ بیان مقرر اور وسیع النظر محقق بھی تھے۔

بہار کو اقبال سے بہت عقیدت اور پاکستان سے محبت تھی۔ پاکستان کے بارے میں انہوں نے ایک قصیدے میں اپنے دلی جذبات کا اظہار بہت خوبصورتی سے کیا ہے۔

اسی قصیدے کا انتخاب اوران کی ایک منتخب غزل کے چند شعر دیے جا رہے ہیں۔

دُرُود بر پاکستان

همیشه لُطفِ خُدا باد یارِ پاکستان
به کین مَباد فلک با دیارِ پاکستان
سَزَد کراچی و لاهور قُبهٔ الاسلام
که هست یاریِ اسلام کارِ پاکستان
زِ فیضِ سَعی و عمل ، وز شُمُولِ علم و هُنر
فُزُون شَوَد همه رُوز اعتبارِ پاکستان
تَپَد چو طِفل زِ مادر جُدا ، دلِ کشمیر
که سر ز شوق نهد در کنارِ پاکستان
چو مادری که زِ فرزندِ شیر خوار جُداست
نجاتِ کاشمر آمد شعارِ پاکستان
زِ ما درودِ فراوان به شیر مردانی
که کرده اند سرو جان نثارِ پاکستان
به رُوحِ پاکِ شهیدان که خُونشان برخاك
کشید نقشهٔ پُر افتخارِ پاکستان